

## 115574- مسلمان اپنی ساری زندگی کی نیت اللہ کے لیے کیسے کرے

سوال

مجھے ایک معاملہ سمجھنے میں مشکل درپیش ہے، ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر چیز اللہ کے لیے کریں، مثلاً اگر میں اپنا وزن کم کرنا چاہو یا کچھ اگر میں یہ اچانتظر آنے کے لیے کروں تو کیا یہ نیت غلط ہو گئی؟ اور اگر یہ غلط ہے تو صحیح نیت کیا ہے جو مجھے اس طرح کا کام کرتے وقت کرنی چاہیے، جب لوگ کہتے ہیں کہ تمہیں صرف شادی اللہ کے لیے کرنی چاہیے، اور جو کام بھی کرو اللہ کے لیے کرو، اس کا عملی طور پر کیا معنی کیا ہو گا؟

پسندیدہ جواب

مسلمان وہ ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہو اس کے احکام کو تسلیم کرے، اور شریعت کے امر اور نوہی کے تابع ہو کر اس پر عمل کرے، مسلمان اللہ کی عبادت کرتا ہے کیونکہ وہ اس کا خالق و مالک اور عبادت کا مستحق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و قیومیت اور وحدت پر ایمان رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل اور جان کا مالک ہے، اور اس نے اللہ کے لیے اپنی محبت کو اپنی معاش اور معاد کا مقصد بنایا ہے، اور امید رکھی ہے کہ وہ اسے قبول کرتے ہوئے نیک لوگوں میں شامل کریگا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

۱۔ آپ کہ دیجئے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتایا ہے کہ وہ ایک مسْتَحْمَمِ دین ہے جو ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے، جو اللہ کی طرف یکھوت ہے، اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ ہے۔

۲۔ آپ فرمادیجئے کہ یقیناً میری نماز میری ساری حبادت میرا جینا اور میرا منایہ سب خالصتا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔

۳۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔ الاعnam (161-163)۔

جو کوئی بھی یہ معنی سمجھ لے اور اسے اس کا شعور ہو جائے وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کے قرب کی نیت رکھتا ہے، چنانچہ جب وہ سوتا ہے اس سے وہ اجر و ثواب کی نیت رکھے، کہ وہ سواس لیے رہا ہے کہ بیدار ہو کر عبادت کرنے کے لیے راحت حاصل کرے، اور جب لکھاتے یا پے تو اس سے اس کا مقصد اللہ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے قوت کا حصول ہوتا ہے، اور جب شادی کرتا ہے تو اس کا مقصد عفت و عصمت کو محفوظ رکھا ہوتا ہے، اور حرام سے اجتناب کر کے حلال میں مشغول رہتا ہے، اور جب اولاد طلب کرتا ہے تو اس کا مقصد نیک و صارع اولاد ہوتا ہے جو زین میں اللہ کے منیج کو چلا نے، اور جب کلام کرتا ہے تو خیر و جہلائی کی بات کرتا ہے، اور جب خاموش رہتا ہے تو شر سے رک کر ایسا کرتا ہے۔

اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے وہ اجر و ثواب کی امید رکھتا ہے، اور جب تعلیم حاصل کرتا ہے، اور پڑھتا ہے تو بھی اس میں اجر و ثواب کی نیت رکھتا ہے.. تو اس طرح سارے اعمال میں اس کا مقصد یہی ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"چاہیے کہ وہ وہی مباح کام کرے جو اس کے لیے اطاعت و فرمانبرداری میں مدد و معاون ہوں، اور اس کا اس سے مقصد اطاعت میں معاونت ہو" ا نقشی

دیکھیں : مجموع الفتاوی (10/460-461).

ایک مسلمان اپنی زندگی اور سارے اعمال کس طرح اللہ کے لیے بنانے کی نیت کر سکتا ہے، جو انحصار کے ساتھ بیان ہوا اور اسے دو چیزوں میں اجمالی طور پر بیان کرنا ممکن ہے :

1- وہ اپنے اعمال میں شریعت کاالتزام کرے، نہ تو کوئی واجب اور فرض ترک کرے، اور نہ ہی کسی ممنوعہ امر کا مرتكب ٹھرے۔

2- وہ اپنے دل احساس رکھے کہ وہ اس عمل کے ذریعہ اجر و ثواب اور اللہ کے قرب تک کیسے بہنچ سکتا ہے چاہے وہ اصل میں دنیاوی کام ہی ہو۔

اور یہ چیزوں کم کرنے کے متعلق آپ کے مخصوص سوال پر فٹ کیا جاسکتا ہے، چنانچہ جو شخص اپنی صحت کی حفاظت کرنے کے لیے وزن کم کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اپنے واجبات اور فرائض کی بجا آؤ ری اور اللہ کے حقوق کی مکمل طور پر ادا نہیں کر سکے، یا اس کا ارادہ یوں کے لیے خوبصورت بنتا ہوتا کہ وہ آپس میں سعادت و مودت اور محبت کی زندگی بسر کر سکیں، یا اس حقوق کے لیے خوبصورت اختیار کرنے کا ارادہ ہوتا کہ وہ لوگوں کے درمیان مقبول بن سکے، اور ان سے تعلقات رکھ سکے، تو یہ ایک اچھا اور بہتر مقصد ہے ان شاء اللہ اس پر اسے اجر و ثواب حاصل ہوگا۔

اسی طرح اس مباح فعل سے وہ کفار کی مشابہت، یا پھر نوجوان لڑکیوں کو فتنہ میں ڈالنے کے لیے خوبصورت بنے، یا اس طرح کے دوسرا سے شیطانی مقاصد تو اس سے وہ سزا اور گناہ کا مسحتی ٹھرے گا۔

اور اسی طرح باقی سارے مباح امور سر انجام دینے والے کو اجر و ثواب اسی صورت میں حاصل ہو گا جب وہ اس میں خیر و فضل اور اجر و ثواب کے مقاصد کی نیت کرے۔

ابن الحجاج رحمہ اللہ کستہ ہیں :

"مباح نیت کے ساتھ مندوب میں منتقل ہو جاتا ہے" انتہی

دیکھیں : الدخل (21/1).

اور ابن قیم رحمہ اللہ نے ان مقررین کے خواص ذکر کیے ہیں ابھی اور بہتر نیت کی وجہ سے جن کے حق میں مباح امور اطاعت و فرمانبرداری اور تقرب میں بدلتے ہیں، تو ان کے حق میں مباح تساوی طرفین نہیں ہوتے، بلکہ ان کے اعمال راجح ہیں "انتہی

دیکھیں : مدارج السالکین (1/107).

اور حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے سعد بن ابی وقار صریح اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا :

"تم جو بھی نفقة اور خرج کرو اور اس سے مقصد اللہ کی رضا ہو تو اس پر تمہیں اجر و ثواب حاصل ہو گا، حتیٰ کہ جو چیز تم اپنی یوں کے منہ میں رکھتے ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (56) صحیح مسلم حدیث نمبر (1628).

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث پر تعلیقاً کستہ ہیں :

"اس حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ : جب مباح چیز کے ساتھ اللہ کی رضا کا ارادہ کیا جائے تو وہ اطاعت بن جاتا ہے اور اس پر اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، اور اسی چیز پر متنبہ کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" حتیٰ کہ وہ لفظہ جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو "

کیونکہ انسان کی بیوی دنیاوی حصہ میں سب سے زیادہ خاص چیز اور اس کی مباح شہوات اور جائے پناہ ہے، اور جب وہ اس کے منہ میں لقمہ رکھے تو عام طور پر عادتاً مباح سے بھی و مزاج اور اور لذت حاصل کرنے میں شامل ہوتا ہے، اور یہ چیز اطاعت و فرمانبرداری اور انحرافی امور سے سب سے زیادہ بعید ہے، لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اگر اس لقمہ میں بھی اللہ کی رضا کا مقصد ہو تو اس سے اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، تو اس حالت کے علاوہ دوسرا یہ حالت میں جب اللہ کی رضا کا ارادہ ہو تو بالاوی اجر و ثواب حاصل ہو گا، اور اس ضمن میں یہ بھی آتا ہے کہ انسان جب کوئی ایسا کام اور چیز کرے جو اصل میں مباح ہو، اور اس کا مقصد اللہ کی رضا ہو تو اسے اس پر اجر و ثواب حاصل ہو گا یہ بالکل اس کھانے کی طرح جس میں یہ نیت کی جاتے کہ اس سے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں تقویت حاصل کرنی ہے، اور اسی طرح یہند سے ارادہ یہ ہو کہ وہ نشیط اور چست ہو کر عبادت کے لیے اٹھ سکے، اور اپنی بیوی اور لوگوں سے استثناء اور فائدہ اس لیے حاصل کرتا ہے تاکہ اپنی نظر اور نفس کو حرام سے بچا سکے، اور بیوی کا حق پورا کر سکے، اور اسے نیک و صالح اولاد مل جائے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کا معنی بھی یہی ہے :

" اور تم میں سے کسی ایک کے ٹھکڑے (شرماگاہ) میں بھی صدقہ ہے "

واللہ تعالیٰ اعلم "انتہی

دیکھیں : شرح مسلم (77/11).

اور امام سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" مباح امور اور عادات میں اگر انسان نیک نیت رکھے تو بندے کو اس کا اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، اس کی انہوں نے جو دلیلیں دی ہیں ان میں سب سے بہتر اور اچھا استدلال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے ہے :

" اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی ہو "

اس لیے اگر اس سے اللہ کے قرب کا مقصد ہو تو اس پر انسان کو اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے، اور اگر وہ قرب کا مقصد نہ رکھے تو اسے کوئی ثواب حاصل نہیں ہوتا "انتہی

دیکھیں : شرح نسائی للسیوطی (19/1).

اور اس سلسلہ میں اہل علم کی جانب سے بہت ساری نقول موجود ہیں.

مزید آپ سوال نمبر (69960) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

لیکن ہمارے سائل بھائی آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے مباحثات میں اچھی اور قرب کی نیت کرنے کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے وہ بطور وجوب اور لازم نہیں، کیونکہ اگر یہ وجوب اور لازم ہو تو مباح نہیں ہو گا، بلکہ وہ وجوب ہو گا اور اس کے ترک کرنے پر انسان گھنگار ہوتا ہے.

لیکن جس شخص کسی کام کو سر انجام دینے میں مقصد صرف اپنی نفسی رغبت، یا اپنی شوت یا حاجت و ضرورت پوری کرنا ہو، یا مباح سے فائدہ حاصل کرنا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں جو وہ کر رہا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اسے علم ہو کہ وہ جو کر رہا ہے اس کی شریعت نے رخصت اور اجازت دی ہے؛ لیکن جس طرح مجرد وہ عمل کرنے کا اس پر کوئی گناہ نہیں اسی طرح اس کو مجرد وہ عمل کرنے کا کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہوگا۔

واللہ اعلم۔